والوں کا مذہب خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام میں عورت کی حیثیت کا موضوع ہے، جو اہل مغرب کی نظروں میں داغدار ہے۔ مصنف کے خیال میں اس نے اپنی تحریر میں اسلام کے بارے میں ایک "زیادہ سنجیدہ اور مدلل نقطۂ نظر" پیش کیا ہے۔ تحریر میں مختلف مسلم ممالک میں اسلامی تحریکوں کا ذکر ہے۔ ان میں مصر کی اخوان المسلمون، تیونس کی النہادہ، الجزائر کی اسلامی فرنٹ، پاکستان کی جماعت اسلامی اور لبنان کی عمل اور حزب اللہ جیسی شیعہ تحریکیں شامل ہیں۔ تحریر میں مختلف مسلم ملکوں میں اسلامی تحریکوں کی صورتحال، اسلامی تنظیموں کی طرزِ قیادت اور پیروی، اسلامی تحریکوں کی سیاست، معیشت اور اخلاقیات کے بارے میں خیالات اور ان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مضمون نگار کیلیفورنیا یونیورسٹی کے گریجویٹ سکول میں تاریخ کا استاد ہے۔ وہ مشرق وسطٰی کے شعبے کا چیئرمین اور اسی شعبے کی ایسوسی ایشن کا صدر رہا۔ وہ کئی کتابوں کا مصنف ہے جن میں A History of Islamic Studies اور Contemporary Islamic Movements in Historical Perspective قابل ذکر ہیں۔

عالمی نظاموں کا تقابلی مطالعہ ——————— مذہب و سیاست

اسلام اور جمہوریت

مذہب، سیاست اور جمہوریت

1. Willian F. S. Miles, "Political Para-theology: Rethinking Politics and Democracy", *Third World Quarterly*, 17 : 3 (Septembr 1996), PP. 525 - 536.

جب سے عالمی سطح پر دو قطبی سیاست کا خاتمہ ہوا ہے، مصنف کے خیال میں اس سے ایک "نیو ورلڈ ڈس آرڈر" کو عروج ملا ہے۔ جس میں سابق کمیونسٹ ممالک سمیت ترقی پذیر ملکوں کے عوام نے اپنی شناخت کے لیے مذہب کو از سر نو دریافت کرنا شروع کیا ہے۔ یہ مذہبی احیا جغرافیائی اور سیاسی نقشے کو کس طرح متاثر کرتا ہے، دیکھنا باقی ہے۔ مضمون میں "مقدس سیاست" اور اس کے مقابلے میں مذاہب کے اقتدار یا مفاد کے لیے استعمال، جسے مصنف Para-theology کی اصطلاح سے موسوم کرتا ہے، کی مختلف مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے۔ Para-theology کی اصطلاح مصنف کی رائے میں اس لحاظ سے مفید ہے کہ اس سے نہ صرف سیاسی مقاصد کے لیے مذہب کے ناجائز استعمال کا تصور واضح ہوتا ہے، بلکہ اس کے مدمقابل "مقدس سیاست" کا نظریہ بھی سمجھ میں آتا ہے۔ مضمون میں مختلف مسلمان ممالک،

اہل یہود، ہنود اور سکھوں کے نظریات سے بھی مثالیں دی گئی ہیں۔

اسلام اور لبرل جمہوریت، تاریخی جائزہ

2. Bernard Lewis, "Islam and Libral Democracy: a Historical Overview", *Journal of Democracy*, 7 : 2 (Aprail 1996), PP. 52 _ 63

اصلاحات کے دوورژن

3. Robin Wright, "Two Visions of Reformation", Ibid; PP. 64 - 75.

سیکولرائزیشن کا چیلنج

4. Abdou Filali - Ansari, "The Challenge of Secularization", Ibid; PP. 76 - 80.

مغربی ماڈل کی حدود

5. Mohamed Elhachmi Hamdi, "The Limits of the Western Model", Ibid; PP. 81 - 85.

کثریت کا اقرار

6. Laith Kubba, "Recognizing Pluralism", Ibid; PP. 86 - 90.

اسلام اور مغربی طرز جمہوریت میں کتنی موافقت ہے اور ان میں کن نکات پر تضاد واضح ہے، "جرنل آف ڈیموکریسی" کے زیر نظر شمارے میں عصر حاضر کی اس بحث میں مذکورہ بالا تین مغربی اور دو مسلم اسکالرز کے نقطہ ہائے نظر کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے. یہ تقابل اس موضوع پر مغربی اور مسلم مفکرین کی سوچ میں فرق کو عیاں کرتا ہے۔ برنارڈلیوس مختلف خطوں میں "لبرل جمہوریت" کے مختلف مفاہیم اور ان کے اطلاق کے فرق کے ساتھ اسلام کی اصطلاح کے بارے میں لکھتا ہے کہ غلط مفہوم اور تعبیر سے بچنے کے لیے "جمہوریت" کی طرح اسلام کے معانی کا تعین بھی ضروری ہے اور یہ کئی ہیں۔

"ایک لحاظ سے اس سے مراد ایک مذہب ہے۔ عقائد، عبادات، اصول، مثالیت اور نظریات، جن کا تعلق موحدانہ اور الہامی مذاہب کے خاندان سے ہے۔ یہودیت اور عیسائیت جن میں شامل ہیں۔ دوسرے معانی میں اسلام سے مراد پوری تہذیب ہے، جو اس مذہب کے زیر سایہ پروان چڑھی ہے۔ ایک ایسی چیز جو کسی دور کی عمومی اصطلاح "Christendom" کے مترادف ہے" (صفحہ ۵۳)

لیوس اپنے مضمون میں آگے چل کر اسلام کی تاریخ اور روایات پر نظر ڈالتے ہوئے اس میں "تاریخی

اسلام" اور "اسلام بطور نظریات، اعمال اور ثقافتی خصوصیات" حوالہ دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی تہذیب پر مغرب کے اثرات کا ذکر کرتا ہے۔ مسلم دنیا میں مختلف طرز ہائے حکومتوں کی ایک سرسری تقسیم پیش کرتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ سے باہر مسلمانوں کے جائزے کے بعد آخر میں اسلام میں مذہب اور ریاست کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اسلام اس پہلو سے توریت کی یہودیت سے مماثل ہے۔ لیکن عیسائیت سے بہت مختلف ہے۔

رابن رائیٹ نے اسلامی ملکوں میں سیاسی جماعتوں کے کثرت وجود کی راہ میں رکاوٹوں کا جائزہ لیا ہے۔ جمہوریت اور اسلام کے بارے میں مسلمان "اصلاحات پسندوں" کی کوششیں اور ان کے خیالات کیا ہیں، کے لیے مصنف نے ایران کے ایک شیعہ اسکالر عبدالکریم سروش اور تیونس کے جلاوطن مسلم راہنما تحریک النہادہ کے راشد الغنوشی کے نظریات کو پیش کیا ہے۔ رابن رائیٹ کے مطابق مسٹر سروش کی رائے میں اسلام اور جمہوریت میں نہ صرف یہ کہ کوئی تضاد نہیں، بلکہ ان کا باہمی تعلق ناگزیر بھی ہے۔ "اگرچہ اسلام کا لفظی معنیٰ "اطاعت" ہیں، سروش کہتے ہیں، کہ اسلام اور جمہوریت کے تصور آزادی کے مابین کوئی تضاد نہیں" (صفحہ ٦٨)

راشد الغنوشی کی شخصیت، تاریخ اور ان کے خیالات کا احاطہ کرتے ہوئے رابن رائیٹ لکھتی ہیں کہ وہ ایک ایسے اسلامی نظام کی وکالت کرتے ہیں، جس میں اکثریت کا اقتدار ہو۔ آزادانہ انتخابات ہوں۔ اقلیتوں کا تحفظ اور مذہبی اور سیکولر جماعتوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔ اسی طرح خواتین کو مکمل حقوق حاصل ہوں۔ جن میں ووٹ ڈالنے سے لے کر صدارتی عہدے پر فائز ہونے کے حقوق شامل ہیں۔ "اسلام کا کام اخلاقی اقدار کا حامل نظام فراہم کرنا ہے" (صفحہ ٧٣)

عبدو فلالی انصاری اور محمد الہاشمی حامدی نے برنارڈ لیوس اور رابن رائیٹ کے خیالات کو "ویسٹرنائزڈ" نقطۂ نظر قرار دیا ہے۔ عبدو فلالی مذکورہ دونوں مذہبی اسکالرز کی طرف سے عالم اسلام میں "اسلامی اصلاحات" کے عمل کو تسلیم کرنے کو مغربی سوچ میں ایک بنیادی تبدیلی قرار دیتے ہیں۔ ان کے الفاظ میں "رائیٹ اور لیوس اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مسلم معاشروں میں اس وقت تصادم اور تشدد کی جو کیفیت ہے، وہ ایک قسم کی کثرت اور خیالات پر اختلاف کی صورت حال کی نشاندہی کرتی ہے۔ دوسرے معنوں میں یہ محض لڑائی جھگڑا نہیں، بلکہ ایک بحث و مباحثہ ہے" (صفحہ ٧٦)

محمد الہاشمی حامدی جمہوریت کے تصور کو اسلام کی روح سے مماثل قرار دیتے ہیں، تاہم وہ جمہوریت کی برنارڈ لیوس کی تعریف کہ "جہاں حکومت انتخابات سے تبدیل ہوتی ہے، اس کے برعکس جہاں انتخابات کو حکومت تبدیل کر دیتی ہے"، کو "جمہوریت کا مغربی ماڈل" قرار دیتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ یہ تعریف عالمی سطح پر قابل قبول نہیں ہے۔ پھر جن جمہوری اقدار کو اہل مغرب بین الاقوامی قرار دیتے ہیں، ان پر وہ خود بھی عمل درآمد نہیں کرتے۔ اس کے لیے الہاشمی الجزائر میں فرانس اور وسطی امریکہ کے کچھ حصوں اور مسلم دنیا میں امریکہ کے دوہرے کردار کی مثالیں دیتے ہیں۔